پینل: ڈاکٹر محمود الرحمٰن فیصل
نبی احمد خان لودھی
آغا علی رضا محسن قزلباش

ملکی سیاست میں پُراعتماد جرنیلوں کی لگاتار آمد

میں بنیاد پرست ہوں، لیکن انتہا پسند نہیں.....جنرل حمید گل(ر)

جنرل حمید گُل سے انٹرویو

بینُ الاقوامی برادری میں دو ممالک، پاکستان اور اسرائیل اس اعتبار سے منفرد ہیں کہ ان کا نظریہ پہلے اور جغرافیہ بعد میں متعین ہوا۔ آزاد قوموں کا یہ نصب العین ہوا کرتا ہے کہ وہ اپنی نظریاتی سرحدوں کی حفاظت جزوِ ایمان سمجھ کر کرتی ہیں۔ خدا کی وحدانیت پر یقین رکھتے ہوئے اس ملک کو فلاحی مملکت بنانا ہمارا نصبُ العین تھا لیکن بڑھتے ہوئے عدمِ استحکام اور سیاسی، مذہبی، لسانی اور علاقائی نفرتوں نے رفتہ رفتہ پاک جذبوں کو سرد کردیا۔

بارہ کروڑ عوام میں اس بات پر اتفاق رائے پایا جارہا ہے کہ ملکی خزانے کی لوٹ کھسوٹ کا خاتمہ اور احتساب کا آغاز اس لئے ضروری ہے کہ اس کے بغیر وطنِ عزیز کی نظریاتی سرحدوں کی پاسبانی ممکن نہیں۔ وہ چاہتے ہیں کہ خواندگی کی شرمناک شرح کو بہتر بنایا جائے ملک میں تعلیمی پسماندگی کے ساتھ ساتھ دوہرے نظام تعلیم کا خاتمہ ہو۔ پندرہ ملین معصوموں کی جبری مشقت (چائلڈ لیبر) کا خاتمہ ہو، 80 فیصد آبادی کی بنیادی ضروریاتِ زندگی سے محرومی ختم ہو، شہری اور دیہاتی بد انتظامی (سول سٹرکچر) کو تبدیل

کیا جائے، کئی ملین بے روزگار نوجوانوں کے انتظار کی گھڑیاں ختم ہوں، ستاروں پر کمند ڈالنے والوں کی بیرون ملک ایکسپورٹ رُک جائے، امن و امان کی صورت حال بہتر ہو، حزبِ اقتدار کرسی کے ساتھ چمٹنے اور حزبِ اختلاف کرسی چھیننے کی روش ترک کردے۔ زندگی کے ہر شعبہ سے بدعنوانی، رشوت اور بدعنوانی کی بیخ کنی ہو اور ظالموں کو ان کے شر کی وجہ سے عزت دیئے جانے کی روایت تبدیل کی جائے۔ استحصالی نظام کے ہاتھوں تنگ آکر بعض حلقوں نے خونی انقلاب کی باتیں شروع کردی ہیں۔ اس موقع پر افغانستان کے حوالے سے شہرت یافتہ تاریخ ساز شخصیت لیفٹیننٹ جنرل (ریٹائرڈ) حمید گل نے ملکی سیاست میں بھرپور حصہ لینے کا اعلان کردیا ہے۔ صحت کی خرابی کی شکایت کے باوجود انہوں نے خاموش تماشائی بن کر خاموش رہنا پسند نہیں کیا۔ جبری طور پر ریٹائر کئے جانے کے بعد انہوں نے تبدیلی کا پروگرام (Agenda for Change) پیش کردیا ہے۔اب دیکھنا یہ ہے کہ کیا یہ پروگرام جمہوریت کا پروگرام ہے؟ اور یہ کس طرح کامیاب ہوتا ہے۔ اور وہ عوام کی اُمنگوں پر کہاں تک پورا اترتے ہیں۔ گذشتہ دنوں ان مسائل کا احاطہ کرتے ہوئے نیشنل پریس سنڈیکیٹ کے ڈاکٹر محمودالرحمٰن فیصل، نبی احمد خان لودھی اور آغا علی رضا محسن پر مشتمل پینل نے جنرل حمید گل کی رہائش گاہ پر ان سے ایک تفصیلی انٹرویو لیا جس کے اقتباسات پیش کئے جارہے ہیں۔ انٹرویو کے دوران جنرل حمید گل نے بہت سی آف دی ریکارڈ باتوں سے بھی پردہ اٹھایا، جن کی تفصیل بیان کرنا بوجوہ ممکن نہیں۔ تاہم جابجا اس قسم کے اشارے موجود ہیں جو قومی سیاسی پس منظر کی صحیح عکاسی کرنے کے لئے کافی ہیں۔

سوال : سیاست میں حاضر اور ریٹائرڈ جرنیلوں کی بتدریج بڑھتی ہوئی آمد کی وجہ، کیا اقتدار کی وہ تکون ہے جس میں رہتے ہوئے انہیں سیاست میں تجربہ اور دلچسپی فراہم ہوتی ہے؟

حمید گل : یہ تو آپ پورہ ادارے کی بات کررہے ہیں جبکہ میرا اس سے کوئی تعلق نہیں۔ میرا معاملہ انفرادی ہے۔ سیاست میں آنا کوئی گناہ نہیں۔ خصوصاً ایسے موقع پر جب اس

کی ضرورت بھی ہو۔ جس طرح دوسرے شعبوں کے افراد سیاست میں حصہ لینے کا حق رکھتے ہیں، اسی طرح اگر کوئی امرِ مانع نہ ہو تو آرمی سے فارغ ہونے والے افراد بھی سیاست میں حصہ لے سکتے ہیں۔

سوال: آپ نے ایک منفرد انداز میں سیاست میں قدم رکھا ہے۔ ایسا لگ رہا ہے جیسے آپ کا ایک قدم اندر اور ایک قدم باہر ہو۔ آپ اس کی کیا وضاحت کریں گے؟

حمید گل: میں منافقت نہیں کرتا۔ جیسا کہ میں کہہ چکا ہوں کہ سیاسی پارٹیاں عوام کو تقسیم دَر تقسیم کرتی ہیں جبکہ میں اتحاد کا داعی ہوں۔ لہٰذا میرا مطمعِ نظر اقتدار کا حصول نہیں بلکہ میں ملک کی خاموش اکثریت کو متحرک کرکے جمود کا خاتمہ چاہتا ہوں۔

سوال: آپ نے فرمایا ہے کہ آپ سیاسی جماعتوں پر یقین نہیں رکھتے۔ جبکہ پاکستان ایک سیاسی پارٹی مسلم لیگ نے بنایا۔ کیا بہتر نہ ہوگا کہ سیاسی پارٹیوں کے وجود کی نفی کرنے کی بجائے ان میں اصلاح کی جائے۔

حمید گل: جیسا کہ عرض کر چکا ہوں اس سلسلہ میں میرا اپنا ایک نقطۂ نظر ہے اور میں اس پر خوب سوچ سمجھ کر چل رہا ہوں۔ میں قوم کو ایک اتحاد یا "یونٹی" کی کال دے چکا ہوں۔ میری تحریک کا مقصد یہ ہے۔ جہاں تک سیاسی جماعتوں میں پائی جانے والی خرابیوں کا تعلق ہے میں ان کی اصلاح کا قائل ہوں۔ ان کی بڑے پیمانے پر تطہیر ہونی چاہئے۔ میں نے جس اتحاد کے لئے اذان دی ہے اس کا مقصد یہی ہے کہ قومی اتحاد کی صورت میں ایک اخلاقی دباؤ پیدا ہو۔ یہ مورل پریشر ان جماعتوں کی اصلاح میں ممد ثابت ہوگا۔ ایک اہل سیاسی رہنما کے لئے بھی میرے نزدیک ایک معیار ہونا چاہئے۔ ایک اچھے لیڈر میں چار خوبیوں کا ہونا ضروری ہے۔

۱۔ وہ بہادر ہو۔

۲۔ دیانت دار ہو۔

۳۔ اصول سے گہری وابستگی رکھتا ہو اور

۴۔ اسے مردم شناس ہونا چاہئے۔

سوال: آپ نے "میٹ دی پریس" پروگرام میں فرمایا تھا کہ پاکستان کا آئین اسلامی ہے، کی

صرف اس پر عمل در آمد کی ہے۔ جبکہ اسلامی مفکرین کے نزدیک یہ اسلام کا کم از کم معیار پیش کرتا ہے، جبکہ حتمی معیار قرآن حکیم ہے۔ نیز قومی اور بین الاقوامی ماہرین کے نزدیک اس میں تضادات بھی ہیں۔ تو اس پر عمل کرکے آپ اوپر سے نیچے بگڑے ہوئے اس نظام کو کس طرح اسلامی بنائیں گے۔

حمید گل: نظریاتی طور پر (Conceptually) پاکستان کا آئین اسلامی ہے۔ پاکستان کی بنیاد اور تخلیق (Genesis) نظریاتی ہے۔ وسیع تناظر (Broad Concept) میں اللہ کی حاکمیت اور قرآن و سنت کے خلاف قوانین نہیں بن سکتے۔ گویا وہ تمام مضمرات اور عناصر موجود ہیں جن کے مطابق اسے قرآن کے مطابق ڈھالا جاسکتا ہے۔ دیگر اختلافات کو بھی باہمی اتفاق رائے سے دور کیا جاسکتا ہے۔ پارلیمنٹ کے ذریعہ، سیاستدان باہمی مل بیٹھ کر پائی جانے والی کمی کو پورا کرسکتے ہیں۔

سوال: فیڈرل شریعت کورٹ نے سود کے اندرون و بیرونِ ملک لین دین کو ناجائز قرار دیا تو نواز شریف حکومت نے اس فیصلہ کے خلاف سپریم کورٹ میں اپیل دائر کردی۔ اگر آپ اقتدار میں آجائیں تو کیا یہ اپیل واپس لے لیں گے۔

حمید گل: شرعی عدالت کا فیصلہ آئینی (Constitutional) ہے۔ اس پر عمل در آمد ہونا چاہئے تھا۔ کورٹ نے نے یکم جولائی تک کا وقت دیا تھا۔ اگر حکومت مخلص ہوتی تو مزید وقت مانگ سکتی تھی، لیکن ایسا نہیں کیا گیا۔ آج کل دنیا میں انوسٹمنٹ بینکنگ کا دور ہے اور بڑی کامیابی سے چل رہا ہے۔ اس طرح نفع و نقصان (Profit and loss) کی بنیاد پر کاروبار کیا جاسکتا ہے۔ قوم کو اگر متفق کرلیں، جو بتدریج سیاسی عمل سے ہوگا تو ہم ایسا قدم اٹھا سکتے ہیں کہ اپیل واپس لے لیں۔ قائد اعظمؒ نے فرمایا تھا کہ اگر ہم معیشت کو اسلامی ڈھانچے میں ڈھالنے میں کامیاب ہوگئے تو ہم پوری دنیا کی رہنمائی کریں گے۔ معاشی شعبہ انتہائی اہم ہے۔ ہم نے اسے اسلام کے مطابق بنانے کے لئے ہی پاکستان کی تجربہ گاہ حاصل کی تھی۔

سوال: آپ کے خیال میں پاکستان میں قرآن و سنت کے مطابق قانون سازی اور اس پر عمل

در آمد پر کتنا وقت درکار ہوگا؟

حمید گل: یہ کام بتدریج Stages میں ہوگا۔ علماء ایک مرتبہ 22 نکات پر متفق ہوئے تھے۔ اس کام کے لئے وقت درکار ہے تاکہ یہ کام کامیابی کے ساتھ پایۂ تکمیل کو پہنچ سکے۔

سوال: فنڈامینٹلزم یا بنیاد پرستی کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے۔ کیا اقتدار میں آنے کی صورت میں آپ پاکستان کو "بنیاد پرست" ریاست بنائیں گے۔

حمید گل: الحمدللہ مجھے یہ کہنے میں کوئی باک نہیں کہ میں بنیاد پرست ہوں۔ اخبارات میں ریکارڈ پر ہے۔ قرآن کریم اور نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) کی حیاتِ طیبہ، یہ دو چیزیں میرے نزدیک فنڈامینٹلزم ہیں۔ یہ ایک رویہ (Deal) ہے، اگر آپ اس سے پیچھے ہٹتے ہیں تو بے شک اس دائرہ سے نکل جائیں پھر آپ مسلمان کہلانے کے اہل نہیں ہوں گے، لیکن واضح رہے کہ میں انتہا پسند نہیں ہوں۔ جہاں تک ملک کو بنیاد پرست ریاست بنانے کا تعلق ہے تو میں روائتی معنوں میں اس بات کا قائل نہیں ہوں۔

سوال: آپ نے پاکستان میں موجود سیکولر فورسز کا ذکر کیا ہے۔ اسلامائزیشن کی راہ میں رکاوٹ کے طور پر آپ نے حزبِ اقتدار، حزبِ اختلاف اور پڑھے لکھے طبقہ میں موجود سیکولر پوٹینشل کا اندازہ لگایا ہوا ہے؟

حمید گل: میں عرض کرچکا ہوں کہ فکری اعتبار سے پاکستان کا آئین اسلامی ہے۔ قرار داد مقاصد کے مطابق اسے ڈھالتے جائیں تو مسئلہ حل ہو سکتا ہے۔ معاشرہ میں تبدیلی لانے کے لئے تین مروجہ طریقے ہیں: ۱۔ جمہوری عمل، ۲۔ ارتقائی عمل، ۳ انقلابی عمل۔

ان میں سے انقلابی عمل ہمارے مزاج کے مطابق نہیں ہے۔ میرا راستہ جمہوری عمل ہے۔ اس پر چل کر ہم کامیابی حاصل کرسکتے ہیں۔

وال: کشمیر کے حوالے سے آپ نے فرمایا ہے کہ حصول آزادی کی خاطر پوری قوم کو دو اڑھائی سال کے لئے اپنے تمام تر مذہبی اور سیاسی اختلافات کو بھلا دینا چاہئے اور یہ اختلافات بعد میں طے کرنا چاہئیں، اتحاد کے باعث حاصل کی ہوئی آزادی کے بعد اب

افغانستان میں بھی خانہ جنگی جاری ہے آپ نے اس محاذ پر کیا کردار ادا کیا ہے۔

حمید گل : میں نے افغان تنظیموں کے اختلافات ختم کرانے کے لئے جتنی محنت کی ہے، اس سے دنیا واقف ہے۔ اُن کا باہمی اتحاد قائم کروانے اور صلح کرانے کے لئے سب سے پہلے میں پہنچا تھا۔ قاضی صاحب بھی بعد میں آئے تھے۔ میرا ایمان ہے کہ خلوصِ نیت سے کوشش کی جائے تو صلح ہو سکتی ہے۔ 27 مارچ 1989ء کا ٹائم میگزین اٹھا کر دیکھیں۔ ٹائٹل پر میرے رول کے بارے میں تحریر ہے کہ "Conductor is dead but orchestra plays on." سب کو معلوم ہے کہ میں نے کابل جا کر اتحاد کرایا۔

سوال : نیوکلیئر پروگرام بے نظیر، غلام اسحاق اور جنرل اسلم بیگ نے کیپ کیا جبکہ آپ کی رائے میں یہ سب کچھ پارلیمنٹ میں پیش ہونا چاہئے تھا۔ لیکن دفاعی بجٹ کے بارے میں آپ کیا کہیں گے۔ یہ ٹوٹل بجٹ پر حاوی ہے لیکن اس کی تفصیل پیش نہیں کی جاتی۔

حمید گل : یہ سب کچھ پارلیمنٹ میں پیش ہونا چاہئے۔ اس پر بحث بہت ضروری ہے۔ کبھی فوج نے مطالبہ نہیں کیا کہ دفاعی بجٹ پر بحث نہ ہو۔ بلکہ آرمی کو جو منظور شدہ Sanctioned بجٹ دیا جاتا ہے، وہ اصل ضرورت سے بہت کم ہے۔ اس کمی اور Disparity کو چھپانے کے لئے سول حکومت خود ہی اس کی تفصیل کا اعلان نہیں کرتی۔ روائتی دفاع میں آپ کا دفاع دشمن کے ذرائع کے برابر ہونا چاہئے، نہ کہ اپنی استطاعت کے مطابق۔ لہٰذا کم از کم قابلیت (Minimum capability) کے لحاظ سے ہمارا دفاعی بجٹ بہت کم ہوتا ہے۔ لیکن نسبتاً سول کے مقابلہ میں زیادہ نظر آتا ہے۔

سوال : جماعت اسلامی کے ساتھ آپ کے رابطوں کا خوب چرچا ہے۔ قاضی صاحب، جماعت کے اندرونی دباؤ کی وجہ سے پاسبان کی سرپرستی سے قاصر ہیں۔ یہ تاثر پایا جاتا ہے کہ آپ پاسبان اور اسلامک فرنٹ کی قیادت کا رول ادا کرنا چاہتے ہیں۔ اس میں کہاں تک صداقت ہے؟

حمید گل : یہ قطعاً غلط ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ کچھ لوگ افغانستان کے حوالے سے مجھ سے محبت

رکھتے ہیں، لیکن میری تحریک بالکل علیحدہ ہے۔ البتہ جو لوگ مجھے طعنے دیتے ہیں۔ وہ جماعت سے تعلق رکھتے ہوں، یا مسلم لیگ، یا حکومت سے، انہیں شرم آنی چاہئے۔

سوال: آپ نے فرمایا کہ آپ نے آئی، جے، آئی کی تشکیل کی اور اسے پی، پی، پی کی انتقامی اور طوفانی لہروں کے آگے لا کھڑا کیا۔ طوفانی لہروں سے آپ کی کیا مراد ہے؟

حمید گل: یہ الفاظ جنگ پبلشرز کے تحت شائع ہونے والی "فتح افغانستان" میں آئے ہیں۔ دراصل کتاب کے مصنف مصطفےٰ کمال پاشا مجھ سے اڑھائی سال قبل ملنے آئے تھے۔ اصل انٹرویو انگریزی میں تھا۔ میں نے انہیں بتایا تھا کہ کچھ باتیں آف دی ریکارڈ ہیں لیکن انہوں نے پروا نہیں کی۔ آئی، جے، آئی کی تشکیل کے ضمن میں انہوں نے سیاستدانوں کے لئے کہا ہے کہ وہ کیڑے مکوڑوں کی طرح بکھرے ہوئے تھے حالانکہ میں نے کہا تھا کہ They were like scared chickens scattered by the wind. گویا وہ طوفانی ہواؤں سے ڈرے ہوئے چوزے تھے۔ لیکن انہوں نے ترجمہ غلط کیا۔

مجھے یہ تسلیم کرنے میں عار نہیں کہ میں نے آئی، جے، آئی تشکیل دی۔ آصف فصیح الدین وردگ نے بھی اس کی تشریح کی ہے۔ جمہوریت کی گاڑی کو پٹڑی پر رکھنے کے لئے توازن کا ہونا ضروری ہے۔ بہت کم لوگوں کو یاد ہے کہ جنرل ضیاء کے حادثہ کے بعد صدر اسحاق نے حلف نہیں اٹھایا تھا۔ کابینہ وزیراعظم کے بغیر تھی۔ تمام کام غیر آئینی تھا۔ سیاستدان ہمیں مارشل لاء لگانے پر مجبور کر رہے تھے۔ حکومت میں آنے کے بعد یہ تمام باتیں محترمہ بے نظیر کے گوش گزار کر دی تھیں۔ جس پر وہ مطمئن ہوگئی تھیں۔ تاہم میں ٹرائیل کے لئے تیار ہوں۔ اگر ایسا ہے تو پھر سب کا ٹرائیل ہونا چاہئے۔ اس وقت صورت حال یہ تھی کہ حالات سے نمٹنا اور کامیابی سے انتخابات کرانا ہی بڑا مشکل مرحلہ تھا۔ بھارتی فوج کی طرف سے حملہ کا خطرہ تھا۔ سیلاب کی تباہ کاریوں سے ۱۶۶ انتخابی حلقے متاثر ہوئے تھے۔ ۳۰ ستمبر کو ایک دن میں ۸۴ افراد ہلاک ہوگئے تھے۔ میں نے محترمہ کو خود بتا دیا تھا کہ یہ کیوں کرنا پڑا۔ لیکن جب آپ کی حکومت آگئی ہے تو ہم آپ کی کامیابی کے لئے وفادار رہیں گے۔ اور

میں اپنے وعدہ پر قائم رہا۔ خود محترمہ کو ۹۲ سیٹوں کے ساتھ، اسپیکر کا الیکشن کرائے بغیر وزیر اعظم نامزد کر دیا گیا۔ مجھ پر یہ الزام بھی غلط ہے کہ میں نے ۱۹۹۰ء کے انتخابات میں دھاندلی کرنے کا منصوبہ ماسٹر مائنڈ کیا۔ میں نے کبھی جھوٹ نہیں بولا۔ اگر مجھے کوئی بات چھپانا ہو تو اس کا جواب نہیں دیتا۔ یہ الزام بھی غلط ہے کہ ہم نے کبھی پرائم منسٹر ہاؤس کی بگنگ (Bugging) کی ہے۔

سوال: اگر بابائے جمہوریت نوابزادہ نصر اللہ خان جو بحالی جمہوریت کے لئے مارشل لاء اور عوامی اور فوجی ڈکٹیٹرز کے خلاف سیاسی اتحاد بنانے کے ماہر مانے جاتے ہیں، مستقبل میں کوئی ایسا اتحاد بنائیں تو کیا آپ اس میں شامل ہوں گے؟

حمید گل: میں کسی سیاسی اتحاد کے ساتھ چلنے کے لئے تیار نہیں ہوں گا۔ کیونکہ ان کا مقصد ہوگا کہ کسی حکومت کو گرایا جائے اور کسی نئے کو بنایا جائے۔ جبکہ میرا مقصد عوام کو متحرک کرنا ہے تاکہ سوچ کی تبدیلی اور پھر اس کے ذریعہ نظام کی تبدیلی عمل میں لائی جاسکے۔ مجھے یقین ہے کہ لیڈر ان مل کر نہیں بیٹھیں گے۔ لہٰذا ان کے نیچے گراس روٹ لیول پر عوام کو اکٹھا کیا جائے۔ اس طرح عوام اخلاقی دباؤ بڑھا کر ان کو بھی راہ راست پر لائیں گے اور اپنی صفوں میں بھی اتحاد پیدا کریں گے۔ اقتدار کی سیاست ہمیں کہیں نہیں لے جائے گی۔ قوم کے ہاتھوں سے امید کا دامن چھوٹتا جا رہا ہے۔ نئے آنے والے قوم کو مزید تقسیم کریں گے۔ ہم چاہتے ہیں کہ قوم کو متحد کریں۔ پاکستان اسلامک فرنٹ کی تحریک نے کافی افادیت بنالی تھی۔ لیکن تقسیم کی سیاست نے اسے نقصان پہنچایا۔ میں نے تبدیلی کا ایجنڈا پیش کر دیا ہے۔ البتہ ہمیں یہ سوچنا ہے کہ ہمارے نمائندے ضرور چور ہی ہونے چاہیں۔ کیا ۱۲ کروڑ عوام کے نمائندے ایسے ہونے چاہئیں۔

سوال: آپ نے کہا ہے کہ آپ ۱۲ کروڑ عوام کی جماعت میں شامل ہو گئے ہیں۔ یہ تو خود ٹوٹی پھوٹی، آپس میں دست و گریبان اور بُری طرح تقسیم شدہ جماعت ہے۔ خاموش اکثریت کی اپنی نفسیات ہے، یہ ہر دور میں موجود رہتی ہے۔

حمید گل: خاموش اکثریت اگر ماضی میں خاموش رہی ہے تو ضروری نہیں کہ اب بھی خاموش

رہے۔ اگر ہم اسے متحرک نہیں کر سکتے تو پھر ہمیں خاموش ہو جانا چاہئے۔ ہم نے اذان دے دی ہے۔ جس کو آنا ہے، آئے۔ جسے نہیں آنا، نہ آئے۔ لوگ آئیں گے اور قافلہ بنے گا۔ جو حکومت بنتی ہے، وہ ٢٠ فی صد کی نمائندگی کرتی ہے۔ جبکہ ٥٠ فی صد تو ووٹ ہی نہیں ڈالتے۔ گویا خاموش اکثریت کو اگر متحرک کر لیا جائے تو اس کی بہت اہمیت ہے۔

سوال : تاریخ کے حوالہ سے آپ متحرک شدہ خاموش اکثریت کی چند مثالیں دے سکتے ہیں؟

حمید گل : جی ہاں! اس کی سب سے بڑی مثال تحریکِ پاکستان ہے۔ خاموش اکثریت ہمیشہ فکری طور پر فعال ہوتی ہے۔ تحریک پاکستان میں صرف طلبہ اور وکیل تھے۔ اب تو صورت حال بدل چکی ہے۔ اب اس خاموش اکثریت میں ڈاکٹر، انجنیئر، اساتذہ، سائنس دان، تاجر، ریٹائرڈ، فوجی اور سول ملازمین وغیرہ شامل ہو چکے ہیں۔ اس کا دائرہ اب بہت وسیع ہو چکا ہے۔

سوال : تحریک کے حوالے سے آپ کا کوئی پیغام ہے۔

حمید گل : جی ہاں۔ اتحاد، تنظیم اور یقین یہ میرا پیغام ہے۔ گویا کہ اسی پیغام کو پھیلانا چاہتا ہوں جو محمد علی جناحؒ نے تخلیقِ پاکستان کے وقت ہمیں عطا کیا تھا اور ہنوز تشنہ تکمیل ہے۔۔۔

سوال : لیکن یہ پیغام تو بانی پاکستان کا ہے۔ اور ہر سیاسی و فوجی لیڈر نے اسے پیش quote کیا ہے۔ آپ کا اپنا لائحہ عمل اور حکمت عملی کیا ہے؟

حمید گل : میں نے اپنے لائحہ عمل کا بلیو پرنٹ تیار کر رکھا ہے۔ جہاں تک پروگرام یا ایجنڈا کا تعلق ہے تو یہ سب کے ساتھ مل کر بنے گا، میں اکیلا ایجنڈا پیش نہیں کر سکتا۔

سوال : تو کیا پروگرام کی عدم موجودگی میں اور حکمت عملی کو فی الحال پوشیدہ رکھنے پر لوگ صرف شخصیت کے پیچھے آئیں گے؟

حمید گل : شخصیت نہیں بلکہ شخصیات کہئے۔ مجھے ملک کے چاروں کونوں سے تعاون اور ہمدردی کے پیغامات مل رہے ہیں۔ اور بہت سی ایسی شخصیات ہوں گی جو میرے شانہ بشانہ ہوں گی۔

سوال : وہ کون شخصیات ہیں، آپ کسی کا نام بتا سکتے ہیں ؟ کیا ان میں ڈاکٹر مرتضیٰ ملک اور عمران خان وغیرہ شامل ہیں ؟

حمید گل

سوال : وقت آنے پر سب کچھ سامنے آجائے گا۔ ہمیں کوئی جلدی نہیں ہے۔ ہم فطری طریقے سے آگے بڑھنا چاہتے ہیں۔

سوال : جن لوگوں نے پاکستان کو میت سمجھ کر چیلوں، کوؤں اور گدھوں کی طرح نوچا ہے ان کا احتساب کیسے اور کب ہو گا ؟

جواب : ان کا احتساب ضرور ہو گا۔ ہمارے پاس اس کا بلیو پرنٹ موجود ہے۔ البتہ یہ کہنا غلط ہو گا کہ بد عنوانی اور کرپشن ہماری بلڈ کیمسٹری میں موجود ہے۔ ہم ایک خود دار قوم ہیں۔ جب ہماری خودی بیدار ہو گی تو ہم درست ہو جائیں گے۔ اگر ہم اپنا تعلیمی معیار ہی بلند کر لیں تو کافی اصلاح ہو سکتی ہے۔ لارڈ میکالے نے کہا تھا کہ جب لوگ خود دار، تعلیم یافتہ اور انٹلکچوئل ہو جائیں تو وہ مادی مفادات (Pecuniary Intersts) کو پیچھے چھوڑ جاتے ہیں۔ لہٰذا قوم کو بلند تر مقاصد دیئے جائیں تو بہتری ہو سکتی ہے۔

سوال

سوال : کیا پاکستان میں خواندگی کی شرح کو پانچ سال میں ۱۹۶۵ فی صد سے ۸۵ فی صد کیا جا سکتا ہے ؟ کیا یہ آپ کی ترجیحات میں شامل ہے ؟

حمید

حمید گل : بالکل کیا جا سکتا ہے۔ ایسا الیکٹرانک میڈیا کے ذریعہ ممکن ہے۔ اس وقت خرابی یہ ہے کہ ہمارے وسائل، بلڈنگ میٹریل پر خرچ ہو رہے ہیں جبکہ بلڈنگ میں بیٹھے ہوئے آدمی کو کوئی اہمیت نہیں دی گئی۔ میرے نزدیک پرائمری تعلیم کی بہت اہمیت ہے۔ گریڈ ۱۸ کے اوپر تمام پنشنرز کے لئے دو سال کی لازمی سروس تعلیم کے شعبہ میں کر دی جائے۔ بلکہ ان کے تجربہ سے دیگر شعبوں میں بھی فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے میں جنرل ضیاء الحق کو بھی یہ تجویز پیش کی تھی۔ اگر آپ ایسے لوگوں کو لوکل کونسلوں میں بھی لگا دیں تو پھر دیکھیں کہ ڈپٹی کمشنر، پولیس، واپڈا یا کوئی محکمہ ان پر کس طرح دباؤ ڈال سکتا ہے۔ یا ان کے ساتھ زیادتی کر سکتا ہے۔

سوال : آپ نے ادھوری آزادی کو مکمل آزادی میں تبدیل کرنے کا اعلان کیا ہے۔ ادھوری

آزادی سے کیا مراد ہے؟

حمید گل: اس سے مراد یہ ہے کہ قیامِ پاکستان کے تقاضے پورے نہیں ہو سکے۔ عسکری فلسفہ کی رو سے کسی حملہ میں تین مراحل ہوتے ہیں۔

۱۔ اٹیک فیز: اس میں ہم نے ۱۹۴۷ء میں کامیابی حاصل کر لی۔

۲۔ کاؤنٹر اٹیک۔ (یا ایکسپلائٹیشن) اس میں ہم ناکام رہے۔ یعنی معاشرہ کو اسلامی اصولوں پر استوار کر کے انصاف، خودداری، مساوات اور اعلیٰ اصولوں پر مبنی قانون کی حکمرانی قائم نہ کر سکے۔

۳۔ کنسولیڈیشن فیز: استحکام کی اس منزل کے حصول میں بھی ہم ناکام رہے۔ بہ الفاظ دیگر ہم واپسی کے عمل (Throwback) میں داخل ہو گئے۔

بقول نشتر مرحوم:

نیرنگئ سیاستِ دوراں تو دیکھئے
منزل انہیں ملی جو شریکِ سفر نہ تھے

سوال: اُدھوری آزادی سے مراد کہیں ادھورا پاکستان تو نہیں؟ گریٹر پاکستان کے تصور کے بارے میں آپکی رائے کیا ہے؟

حمید گل: سب سے پہلے ضرورت اس بات کی ہے کہ جو کچھ ہمارے پاس ہے، پہلے اس کو مستحکم (Consilidate) کریں۔ پان اسلامزم اور فوجی اتحاد وغیرہ کی باتیں جوش کُن ہیں۔ کنفیڈریشن وغیرہ پر غور ہو سکتا ہے۔ دیگر اسلامی ممالک اور روسی ریاستوں سے رابطے ہونے چاہئیں۔ خود بنگلہ دیش میں ہمیں بڑی کامیابی حاصل ہو رہی ہے۔ خصوصاً تسلیمہ نسرین کے خلاف تحریک کے حوالہ سے وہاں کے عوام نے اپنا سارا وزن اسلام کے پلڑے میں ڈال دیا ہے اور وہاں زبردست مظاہرے ہوئے ہیں۔ ہماری پاکستانیت اُمت کے مفاد سے وابستہ ہے۔ نہ صرف پان اسلام ازم بلکہ پان اسلامک ہیومین ازم پر یقین رکھتے ہیں۔ دنیا بھر کے مظلوم عوام ہماری حمایت کے مستحق ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ قائداعظم نے ڈاکٹر امبید، کہ جو شودروں کے لیڈر تھے اور ماسٹر تارا سنگھ، کو جو سکھوں کے لیڈر تھے، مسلمانوں کے ساتھ اتحاد کی

دعوت دی تھی۔ اب یہ طبقات بھارتی مظالم کا شکار ہو کر اپنی غلطی کا احساس کر رہے ہیں۔ لہٰذا جو لوگ بھی دبے ہوئے اور پسے ہوئے طبقات سے تعلق رکھتے ہیں، ان سب کے لئے ہمارا پیغام ہے۔

سوال: اس موقع پر جبکہ پہلے سے موجود سیاسی جماعتیں ناکام ہو چکی ہیں۔ مارشل لاء بھی ناکام ہو چکے ہیں۔ آپکی طرف سے ایک نئی تحریک کا اعلان، مسئلہ کا حل کس طرح پیش کرتا ہے۔ قبل ازیں کہا جاتا تھا کہ پاکستان کو ایک خمینی کی ضرورت ہے۔ پھر کہا جانے لگا کہ اب تو حالات اس سے بھی آگے نکل چکے ہیں۔

حمید گل: اس کا حل موجود ہے۔ مایوسی گناہ ہے۔ یہ کہنا غلط ہے کہ وقت گذر گیا ہے۔ کوئی وقت نہیں گزرا کرتا۔ قوموں کی تقدیر ایک پتے کی طرح ہوتی ہے۔ اگر موافق ہوا چلے تو پتے کا رخ بدل جاتا ہے۔ ہمارے پاس پروگرام موجود ہے۔ ہم بڑے پیانے پر تطہیر کے ذریعہ اس ملک کے حالات کو ٹھیک کر سکتے ہیں۔ اندرونی طور پر انصاف اور خودداری کی کمی ہے۔

سوال: پاکستان ایک غریب ملک ہے۔ اتنے بڑے معاشی سکینڈلز کا نقصان برداشت کر سکتا ہے؟

حمید گل: اگر پاکستان یہ نقصان افورڈ کر سکے تو کیا ہمیں ایسے سکینڈلز کرنے چاہئیں۔ بلکہ ہمارے لیڈروں کو اپنے گریبان میں جھانک کے اپنا رویہ تبدیل کرنا چاہئے۔

سوال: سیاست میں آئی، ایس، آئی، کے رول کے بارے میں آپ کیا کہتے ہیں؟

حمید گل: ہماری ذمہ داریوں میں تخریب کاری اور سبوتاژ کا ازالہ کرنا ہوتا ہے اور ہمیں اس تخریب کاری اور سیاست کے درمیان خطِ فاصل کھینچنا پڑتا ہے کہ تخریب کاری کہاں ختم ہوتی ہے اور سیاست کہاں شروع ہوتی ہے۔ آپ جانتے ہیں کہ یہاں تخریب کاروں کو سینیٹر تک بنا دیا گیا۔ ایسا بھی ہوتا ہے کہ دشمن یہاں اپنے ایجنٹ پرووکیٹو چھوڑ دیتا ہے جو مداخلت کرتے ہیں، اندرونی محاذ پر قوم کو کمزور کرتے ہیں۔ اس لئے میں نے اسے ایک اَن دیکھی جنگ (Invisible war) کا نام دیا ہے، جس میں ہم مبتلا ہیں۔ اس کے مقابلہ میں اعلانیہ جنگ (Visible war) کی صورت میں قومی مورال کی حالت اور ہوتی ہے۔ قوم متحد ہو جاتی ہے۔ اپنے

اختلافات کو فراموش کر کے دشمن کے مقابلہ میں سیسہ پلائی دیوار بن جاتی ہے۔ لیکن اب ایسا نہیں ہے۔ یہاں سیاست اور تخریب کاری کے درمیان کوئی حد فاصل نہیں ہے۔ اس لئے آئی، ایس، آئی، کی ذمہ داریوں کو نظرانداز نہیں کیا جا سکتا۔ بعض اوقات دشمن کے ایجنٹ صحافیوں کے روپ میں آکر ہمارے حکمرانوں سے ملاقاتیں کرتے ہیں۔ مثلاً "رابنسن" اور "مہرا" مبینہ طور پر را کی نمائندگی کرتے تھے۔ جو پاکستان آتے رہے۔ ہمیں دشمن کے تمام حربے ناکارہ کرنا ہوتے ہیں۔

سوال : "فرینڈز" ایک کامیاب انٹلیکچوئل فورم تھا جو اب پس منظر میں چلا گیا ہے۔ کیا آپ اس خلا کو پورا کرنا چاہتے ہیں؟

حمید گل : جی نہیں۔ وہ تو صرف تلقین کرتے ہیں۔ خالی خولی تلقین سے مسائل حل نہیں ہوا کرتے۔ عملی طور پر کچھ کرنے کی ضرورت ہے۔ اب تو یہاں تک ہو رہا ہے کہ فوج کی کردار کشی کی جاتی ہے۔ آصف نواز کے بعد انہوں نے فوج کی تمام سوچ کو اپنے قبضہ میں لے لیا اور ہائی جیک کر لیا۔ سب سے طاقتور آواز میری تھی۔ اسے دبا دیا گیا۔

سوال : پاکستان کے وزیر خارجہ نے بنگلہ دیش میں اسرائیل کو تسلیم کرنے کا معاملہ او، آئی، سی، کے فیصلہ سے مشروط کیا ہے۔ انور السادات، یاسر عرفات اور شاہ حسین کے عمل سے آیا ان کے ارادوں کی وضاحت نہیں ہوتی؟

حمید گل : اسرائیل کو ہرگز تسلیم نہیں کیا جانا چاہیئے۔ بیتُ المقدس جو عالم اسلام کا قبلہ اول ہے، کی آزادی ہم پر فرض ہے۔ حالیہ معاہدہ میں بیت المقدس کی تولیت شاہ حسین کی طرف واپس کیے جانے کا اشارہ دیا گیا ہے۔ البتہ بیت المقدس میں چونکہ تین مذاہب کے ماننے والوں کے مقدس مقامات ہیں۔ انہیں مل بیٹھ کر اپنے مذاہب پر عمل کرنے کا موقع دیا جا سکتا ہے۔ لیکن ہم اسرائیل کو کبھی تسلیم نہیں کریں گے۔ یہ مسئلہ عربوں کا نہیں، انکی زمین کا مسئلہ ہو گا جس سے ہمیں کوئی تعرض نہیں۔ لیکن مسلمان ہونے کے ناطے قبلۂ اول کی آزادی، اہلِ پاکستان کی اولین ذمہ داری ہے۔